نظرات

افغانستان میں انقلاب

مشہور رہے کہ انقلاب اپنے بچوں کو کھا جاتا ہے۔ انسانی تاریخ اس کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔ حال ہی میں افغانستان میں جو کچھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ وہ بھی اسی مقولہ کے حق میں شہادت دے رہا ہے۔

افغانستان سے سوویت یونین کی بیدخلی کے بعد سمجھ لیا گیا تھا کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں وہاں اقتدار کی منتقلی کا کام پرامن ڈھنگ سے ہو جائے گا۔ اور ایک نیا آزاد افغانستان جنم لے گا۔ لیکن توقعات کے برعکس افغانستان میں ان ہی انقلاب پسند دھڑوں میں باہمی جنگ شروع ہو گئی۔ جنھوں نے مسلسل بارہ برس تک ملکی آزادی کے لئے کابل کی سوویت کٹھ پتلی حکومت اور خود سوویت یونین کی فوج سے جنگ کی تھی۔ قدرت کی عجب ستم ظریفی ہے کہ جنھوں نے حریت وطن کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں اور غلام بننا منظور نہ کیا وہ آج آپس میں برادر کشی میں مصروف ہیں۔

اقوام متحدہ کا نمائندہ مسٹر ساون کابل پہونچا ہوا تھا۔ اس دوران میں احمد شاہ مسعود کے دھڑے نے جو حریت نواز دھڑوں میں سب سے بڑا تھا کابل کے دروازہ پر اپنی فوج لا کھڑی کی۔ اس دوران میں صدر نجیب اللہ کو معزول کر دیا گیا۔ اور اقتدار ایک عبوری کونسل کے سپرد کر دیا گیا۔ جناب مجددی کو حکومت کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ انہوں نے پاکستان سے کابل پہونچکر اپنا عہدہ سنبھال لیا۔ اس دوران میں نجیب اللہ اقوام متحدہ کے نمائندہ مسٹر ساون کے دفتر میں چھپے رہے۔ چونکہ ان پر روز بروز مقدمہ چلانے کی مانگ بڑھتی جا رہی تھی۔ ابھی یہ سب کچھ ہو ہی رہا تھا کہ احمد شاہ مسعود کی فوج کابل میں داخل